

ڈاکٹر صدیق اقبال

اسٹنسٹ پروفیسر اردو، یونیورسٹی آف ملکانڈ

افشان جبین

پچھرا اردو، یونیورسٹی آف ملکانڈ

ڈاکٹر محمد اسماعیل

پچھرا اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج صوابی

## فقیر اخان فقری کی شاعری میں مراجعت

### Dr. Siddiq Iqbal

Assistant Professor Urdu, University of Malakand

### Afshan Jabeen

Lecturer Urdu, University of Malakand

### Dr. Mohammad Ismail

Lecturer Urdu, Government Post Graduate College Swabi

### **Resistance in Faqeera Khan Faqri's poetry**

Faqeera Khan Faqri has also taken care of theme, subject and style in his poetry, due to which his mature vision and the measure of his large heart also come to the fore. Fluency, boldness, arrangement of words and style of beautiful speech can also be observed in his poetry. Elements such as truth and boldness, justice, patriotism, a sense of oppression and injustice, human helplessness, impermanence of the world, human degradation, the concept of revolution are seen everywhere in his poetry. He has made them a part of history by a blind eye to the bitter facts and handing over every reality of his time to the pen. The harsh realities of life that other poets have never thought of making a topic of speech, he has tried to explain in public with great boldness. In this article a testimony to his bravery, honesty and boldness have been discussed in detail.

**Key Words:** Resistance, Fiqri, Fluency, Honesty, Boldness.

فقیر اخان فقری ۷ اکتوبر ۱۹۵۳ء کو بروز بدھ صلح ایسٹ آباد تحصیل حوالیاں گاؤں باع آزاد خان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام مغل خان جدون جب کہ دادا کا نام آزاد خان جدون تھا۔ باع آزاد خان فقری کے دادا کے

نام سے منسوب ہے۔ اس باغ کے شروع میں ایک بہت بڑا گیٹ بنایا گیا ہے جس پر باغ آزاد خان کے الفاظ درج ہیں۔ گیٹ کے اندر سے ایک کچی سڑک فقریَّہ کے گھر تک جاتی ہے جہاں ان کے والد کا گھر سر سبز و شاداب زیتون کے درختوں میں گھرا ہوا ہے۔ ان کا بچپن گاؤں کے حسین و رُمین اور سادہ پر خلوص فضاء میں گزار جہاں تصنیع اور بناؤٹ کا نام تک نہیں تھا۔ پروفیسر سید غیر حسینؒ کے بقول:

”ان کی پرورش ایسے ماحول میں ہوئی جہاں ”راضی بر رضا اللہ، محنتی، سادہ لوح، خوش عقیدہ اور زراعت پیشہ لوگوں کی آبادی تھی۔ سادگی و سچائی کے اس ماحول نے فقریَّہ کے کردار کے تنکیل میں اہم کردار ادا کیا اور انھیں اچھے اوصاف بخش۔“<sup>(۱)</sup>

نقیر اخان فقریَّہ جدون کا نام ان کے تایا خداداد خان نے قائد اعظم محمد علی جناح کے دوست ممبر الجمیلیوں سمیل فقیر اخان جدون کے نام پر رکھ دیا۔ پورا نام نقیر اخان فقریَّہ جدون اقبال ہے۔ طبیعت کامیلان شعر و ادب کی طرف ہوا تو انھوں نے از خود اپنا نام تبدیل کر کے فقریَّہ رکھ دیا۔ آج نقیر اخان فقریَّہ کے نام سے لوگ جانتے ہیں۔ اقبال ممتاز سے علامہ محمد اقبال کے ساتھ والہانہ محبت کا اظہار ہے۔ کیوں کہ اقبال ان کے روحانی مرشد ہیں اور ان کے ساتھ جنوں کے حد تک عقیدت و ارادت اور محبت ہے۔ ان کے کلام پر بھی میر تھی میر، اقبال، فانیا و ناصر کا ظہی کی چھاپ پائی جاتی ہے۔ اس حوالے سے وہ یوں رقم طراز ہیں:

”میں بچپن میں اقبال اور فانی کے کلام کو بڑے شوق سے پڑھتا تھا اور ان کا بہت سا کلام از بر تھا، مجھے سب سے زیادہ علامہ محمد اقبال صاحب نے متاثر کیا اور انہی سے مجھے تلمذ کا شرف بھی حاصل ہے وہی میرے پسندیدہ شاعر ہیں۔“<sup>(۲)</sup>

نقیر اخان فقریَّہ کا شکوہ اقبال کے شکوے سے مختلف ہے۔ ان کے ہاں زیست کا جگہ اقبال آفاقتی جنگ لڑ رہے ہیں۔ حقیقتیہ ہے کہ دونوں اپنے موقف میں سچے ہیں۔ فانی بدایونی کی طرح فقریَّہ نے بھی کائناتی حقیقتوں کا چہرہ گھبرے رنج و غم کی گرفت میں رہ کر اجاگر کیا ہے اور بیہیں سے غم بنیادی کائناتی صداقت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ ان سب کے ہاں دکھ مغض سرسری نویت نہیں رکھتا۔ بلکہ زندگی کے ذرے میں آباد بنیادی حقیقت بن جاتا ہے اور اسی آئینے میں ہمارے شعر احیات و کائنات کے مسائل اجاگر کرتے ہیں۔ پروفیسر ظہور حسین اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”فقری کی شاعری کا سب سے اہم اور مرکزی مضمون غم ہے۔ میر اور فانی کی ڈگر پر چلتے

ہوئے غم انگیز تجربیات کی تصویر کشی اس انداز میں کرتے ہیں کہ بیزاری اور ما یوسی پیدا نہیں ہوتی اور غم کی شدید چھین کے باوجود زندگی سے لگا در قرار رہتا ہے۔“<sup>(۳)</sup>

اقبال اور فانی بلاشبہ فقری کے روحاںی مرشد ہیں اور فقری نے ان سے ہی کسب کمال حاصل کی ہے۔ اکابر شعر امیں سب سے زیادہ ارادت و عقیدت انہی اصحاب سے رہی اور اب بھی ہے۔ ان کو متفاق نہیں آتی اس لیے نا خداوں کے سامنے رکوع و سجود کی قابلیت سے عاری ہیں۔ نہ ہی ان میں جھکنے، بکنے کی صلاحیت موجود ہے۔ کیوں کہ ان کی اپنی ذات کا حصار اتنا مضبوط ہے کہ اس کو آسانی سے توڑنا ممکن نہیں۔ پروفیسر عبدالعزیز ان کی صاف گوئی اور بے باکی کے بارے میں کہتے ہیں:

”فقری کی باتوں میں کوئی الجھاؤ اور جھک نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی بات تھے درستہ ہوتی ہے جو

بھی ہے جیسا بھی ہے بالکل سامنے ہے۔ ان کے چہرے کی طرح ان کا دل بھی روشن ہے۔ جو

منہ پر ہے وہی دل میں بھی ہے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان کے قول و فعل میں تضاد نہیں

ہے۔“<sup>(۴)</sup>

فقیر اخان فقری کی شاعری حق گوئی اور بے باکی کا عملی نمونہ ہے۔ جہاں ان کی شاعری دور حاضر کے مرثیے کے مثال ہے وہاں بلاکے بہادر شخص کا رد عمل بھی ہے۔ یہ رد عمل صرف احتجاج ہی نہیں بلکہ ظلم، جبر، تشدد، تحریک اور وحشت کے خلاف لڑنے کا عزم بھی ہے۔ ان کی شاعری کے کئی روشن پہلو ہیں لیکن سب سے تابندہ پہلو ان کی حق گوئی اور بے باکی ہے۔ خلوص، سچائی، بہادری اور بے لالگ فن ان کی شخصیت کا خاصہ ہے۔ کمال کی بات یہ ہے کہ لامحدود موضوعات کے باوجودہ، انہوں نے ایک منفرد شاعر کی حیثیت سے خود کو منوایا۔ فقری جیسے بہادر، نذر اور بے باک شاعر کم ہی ملتے ہیں جوڑنے کے چوت پربات کرنے کے عادی ہے۔

انھوں نے زندگی کے تلخ تھائق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی دور کی ہر حقیقت کو بے دھڑک اور بے خوفی سے تاریخ کا حصہ بنادیا ہے۔ اس دور کے انسان اور اس سے متعلق تمام مسائل جن سے لوگ آنکھیں ملاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ فقری نے بے لالگ رائے سے اس کا پردہ چاک کیا ہے۔ انھوں نے ہر موضوع پر اپنی بصیرت اور توانائی کے ساتھ اس پر اپنی بے باک رائے کا اظہار کیا ہے۔ فقیر اخان فقری آپنے ملک کی اس تحریک زدہ فضائل کی تمام جزئیات مکمل دلیری اور بے خوفی سے بیان کرتے ہیں۔ وہ اس حوالے سے تمام قد غنوں اور رکاوٹوں کو عبور کر کے

ان قتوں کے گریانوں میں ہاتھ ڈال کر حساب مانگنے کی تڑپ رکھتے ہیں۔ انہوں نے کسی بھی خوف کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے انسان اور امن کے ہر دشمن کو نہ صرف یہ کہ بے نقاب کیا ہے بلکہ اسے میدان کارزار میں للاکارا ہے۔ وہ اپنے ارد گرد کے ماحول میں رونما ہونے والے واقعات خصوصاً پختونخوا کے معروضی حالات و واقعات کو بڑی بے باکی سے اپنے کلام کے ذریعے لوگوں کے سامنے لے آئے ہیں۔ پختونخوا میں فوجی اپریشن سے پیدا ہونے والے حالات کو موضوع بنانے کا شاعر، ادیب نے لب کشائی کی جگہ تک نہیں کی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر سلمان اس ضمن میں اپنے خیالات کاظہاریوں کرتے ہیں:

”گیارہ ستمبر دوہزار ایک کے بعد خیبر پختونخوا کی فضاؤں اور ہواویں نے جو مخصوص رنگ اوڑھے اس کی ترجمانی تو بہت سے شعراء نے کی ہے مگر جس خلوص، تند ہی، اور حقیقی انداز میں ایک مضبوط اور توانا آواز کی شکل میں فقری کے ہاں اس خطے کے مناظر اور کردار نظر آتے ہیں وہ انہی کے کمال لکر و فن اور بے لگ رائے کی غمازی کرتا ہے۔“<sup>(۵)</sup>

بدن کا بم، میلے لاشوں کے، درباری، تڑپتے لاشے، اسماء بریالے، سوگ، درندہ، اٹھتا ہوا جنازہ ایسے موضوعات ہیں کہ جس پر قلم اٹھانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ وہ کسی سے ڈرنے والے انسان نہیں ہے اور نہ کسی مصلحت کا شکار ہوتے ہیں۔ انہوں نے کبھی انجام یا کسی خطرے کے بارے میں نہیں سوچا بلکہ ہر موقع پر حقیقت، صاف گوئی و بے باکی سے کام لیا ہے۔

فقری کی شاعری تروتازگی، برائق لکر، اسلامی و اجتماعی شعور، اخلاقی اقدار کی پاسداری، مین الاقوامی اخوت، معاشرتی عدل، جذبہ حب الوطنی، جبر و ستداد کا احساس، مسلک سے بے نیازی، ہوس و حرث، انسانی بے بھی، دنیا کی ناپائیداری، تاریخی، ملی، قومی، سماجی شعور، انسانی پستی، تصور انقلاب اور قلب و نظر کی دل خراش جیسے موضوعات سے عبارت ہیں۔ انہوں نے اپنی شاعری میں تاریخی، سماجی، سیاسی، اخلاقی اور مذہبی موضوعات خوب صورتی سے قلم زد کیے ہیں۔ کوئی بھی حق گو، باشمور اور بالغ نظر تخلیق کا رحالات کے دھارے پر کچا گھڑ اثابت نہیں ہوتا۔ اس کے اندر چھپا ہوانا قدم بے خوفی کے ساتھ و قوعات و حوادث اور افراد و شخصیت کی تحلیل کرتا رہتا ہے۔ وہ بے خوفی اور تخلیقی وجہان سے اپنی عصر کی چھان پھٹک کرتا ہے اور تخلیق کی کسوٹی پر حق و حق اور کھڑے و کھوٹے کی پر کھ میں مصروف رہتا ہے۔ فقری کی شاعری ہمارے معاشرے کی بگڑتی ہوئی حالت کی ایک دستاویز ہے۔ کبھی وہ

معاشرے میں ظلم و ستم کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہیں اور کبھی تہذیب اقدار کی بے آبروئی پر خون کے انسوں بہاتے ہیں۔ اس حوالے سے وہ ایک کہتے ہیں۔

غیروں کی لڑائی میں اپنوں نے جہاں مارا

فرصت ہے کہاں ان کا اب سوگ منانے کی<sup>(۴)</sup>

تم نے کلیوں کو مسل ڈالا ہے

تم نے ہر پھول چل ڈالا ہے<sup>(۷)</sup>

فقریانسائیت کو درپیش لا انتہا دکھوں اور ملک و قوم کو درپیش مسائل نہایت بے باکی کے ساتھ پیش کرتے ہیں تو کبھی انسانیت کی طبیعت کی نزاکتوں اور محبت کی بے پایاں گہرائیوں میں کھو جاتے ہیں۔ وہ اس تجربہ زدہ فضائی تمام جزئیات کمال دلیری اور بے خوفی سے بیان کرتے ہیں۔ وہ اس حوالے سے تمام قد غنوں اور رکاوٹوں کو عبور کر کے ان قوتوں کے گریباںوں میں یوں ہاتھ ڈالتے ہیں:

حیف دلدو ز فسانے ہوں گے

شہر در شہر ویرانے ہوں گے

یو نبی رشوت جور ہی تو فقری

خون آلو د گھرانے ہوں گے<sup>(۸)</sup>

فقری کی حق گوئی اور بے باکی فولاد کے مانند ہے۔ وہ حق گوئی اور بے باکی میں آخری حدود کو چھوٹے والے بہادر اور نذر انسان ہیں۔ کسی سے ڈرتے ہیں نہ خوف کا شکار ہوتے ہیں۔ انھوں نے پرویز مشرف، امریکی صدر بیش اور دیگر سیاست دانوں کو انتہائی بے باکی اور بہادری سے تلقید کا نشانہ بنایا ہے۔ وہ کسی خوف اور انجمام کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اس حوالے سے وہ دعویٰ کرتے ہیں:

میں ضبط کا پروردہ فولاد کا پیکر ہوں

نوبت ہی نہیں آتی دکھ در د سنانے کی<sup>(۹)</sup>

شہادت گاہ الفت میں انوکھا کام کرتا ہوں

بدن کا بم لئے پھر تا ہوں اس کو عام کرتا ہوں<sup>(۱۰)</sup>

فقری کی بہادری کی انتہا نہیں ہے۔ وہ بہادری کے ساتھ ساتھ ایک محب وطن انسان بھی ہیں۔ وہ وطن دشمنوں سے ہر وقت بر سر پیکار نظر آتے ہیں۔ پاکستان میں بہت سے لوگوں نے اپنے وطن کا سودا ڈالروں میں کیا ہے۔ فقری سے یہ سب برداشت نہیں ہوتا۔ وہ ان کے ساتھ بھی دودو ہاتھ کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں المیہیہ ہے کہ ہمارے محافظ خود دشمن کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ وہ ان کو بھی معاف نہیں کرتے اور ان سے بھی گلہ مند نظر آتے ہیں۔ ان کی حق گوئی و بے باکی سب کے لیے ایک بھی ہے۔ وہ بغیر کسی رنگ و روغن کے ہر کسی کا صاف تصویر بنا کر سامنے رکھ دیتے ہیں۔ وہ موت کو بھی ایک حسین حور شماں سمجھتے ہوئے خوب لطف انداز ہوتے ہیں۔ انہوں نے زندگی کا مقابلہ بہادری سے کیا ہے اور جو من میں آیا اس کا بر ملا اظہار کیا ہے۔ وہ زندگی کے رعنایوں کا مطالعہ کرتے ہیں اس کے حسن سے حظ اٹھاتے ہیں اور بہادری اور بے باکی سے راہ میں حائل تمام رکاؤں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ فقری اپنی موت کو بھی موت کی حیات گردانتے ہیں۔ اسی سلسلے میں درجہ ذیل اشعار ایک فکر انگیز دعوت دیتی ہیں۔

هم اگر زندہ رہے مرگ اجڑائے گی

ہم سے رونق ہے بڑی موت کے بازاروں میں<sup>(۱۱)</sup>

دور دنیا سے مجھے دور کہیں جانا ہے

میں بھی کردار ہوں اک موت کے کرداروں میں<sup>(۱۲)</sup>

امریکیوں کو رومندے فقری عراق میں

میدان کر بلا چلوں صدقے حبیب کے<sup>(۱۳)</sup>

نقیر اغان فقری نے زندگی کے تلخ حقائق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے دور کی ہر حقیقت کو بے دھڑک قلم کے حوالے کر کے انہیں تاریخ کا حصہ بنادیا ہے۔ ان کا انداز نہایت جارہا ہے۔ اس انداز کے اختیار کرنے میں غیر ارادیت کہیں نظر نہیں آتی بلکہ ہر شعر چیخ چیخ کر بول رہا ہے کہ اس کیفیت کو قصد ااظہار کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ وہ اپنی موت کو بھی موت کی حیات قرار دیتے ہیں۔ وہ بادشاہوں اور ظلم کرنے والوں کو بھی نہیں معاف کرتے۔ مثلاً

میں ہر جابر کو بڑھ کر ٹوک دیتا ہوں

اسی پاداش میں سم نوش رہتا ہوں<sup>(۱۴)</sup>

اگر شاہوں کی تمنا ہے تو خود آ جائیں

ہم نہیں جاتے کبھی کانچ کے درباروں میں<sup>(۱۵)</sup>

اپنے ہاتھوں سے ابھی کاٹ نکالوں فقری~

بُش کا دل اور کلیچ بھی چجالوں فقری~<sup>(۱۶)</sup>

فقیر اخان فقری~ نے دلی کیفیات کا کوئی پہلو چھپا کر نہیں رکھا بلکہ جو دیکھا اور محسوس کیا اس کو نہایت آزادی اور بے باکی سے بیان کیا۔ انہوں نے خوفِ فسادِ خلق کے بہانے اپنے اوپر بینتے والی واردات کا کوئی حصہ سنسر نہیں کیا۔ کسی بھی خوف کو غاطر میں نہ لاتے ہوئے انسان اور انسن کے ہر دشمن کونہ صرف یہ کہ بے نقاب کیا بلکہ اسے میدان کارزار میں لے کارا۔ انہوں نے داخلی و خارجی اور نازک معاملات کو انتہائی خلوص، بے باکی اور توازن کے ساتھ پیش کیا۔ اس ضمن میں فراق گور کھپوییوں رقم طراز ہیں:

”داخلی شاعری ہو یا خارجی شاعری، شاعرانہ خلوص بڑی مشکل چیز ہے۔ شاعرانہ خلوص میں

جس نازک توازن اور جس رکھار کھاؤ کی ضرورت ہے وہ ہر شخص کی بُش کی بات نہیں۔“<sup>(۱۷)</sup>

فقیر اخان فقری~ کو پڑھنے کے بعد یہ احساس پختہ ہوتا چلا جاتا ہے کہ جس نے یہ خوب صورت کائنات تخلیق کی، جس نے انسان خلق کیا، وہ تو سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنی تخلیق کی توبین برداشت نہیں کرے گا۔ وہ آزمائش کے اس کڑے دور کو جب لپیٹنے کا ارادہ کر لے گا تو پھر کسی ظالم، کسی جابر، کسی دہشت گرد، کسی طالع آزماء اور ان کی مونس و ہم نوا کو معاف نہیں کرے گا۔ کائنات کی معلوم تاریخ اس سلسلے میں ایک نہیں سینکڑوں گواہیاں فراہم کرتی رہی ہے۔

فقیر اخان فقری~ کی شاعری کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حق گوئی کو اصول نہیں، رمحان قرار دیا ہیں۔ جس طرح سائنس اشیاء کا تجزیہ کرتی ہے اسی طرح حق گوئی ادب اور آرٹ کی قدر و قیمت کا تعین کرتی ہے۔ حق گوئی صدیوں سے ادب کا لازمی جزو رہی ہے۔ اس نے حال اور مستقبل کے حالات کو دیکھتے ہوئے شاعری کی ہے اور اپنی شاعری میں مظلوموں کی مدد اور وقت کے فرعوں کی مخالفت کی ہے۔ اس حوالے سے پروفیسر ڈاکٹر محمد عباس کہتے ہیں:

”فقری~ کا ہر شعری مجموعہ آفاقتی و ملکی ہر دو سطح پر ظلم اور ظالم کے خلاف نگی تلوار دکھائی

دیتی ہے۔“<sup>(۱۸)</sup>

فقری آر ہر حادثے کو نہایت بہادری اور بے باکی سے بیان کرتے ہیں۔ وہ انجام کے بارے میں سوچنے والے انسان نہیں اور نہ اس سے ڈرتے ہیں۔ وہ انتہائی مخلص اور کھرے انسان ہیں۔ حق گوئی و بے باکی جوزندگی کی ابدي حقیقت ہے۔ فقری اسے دل میں چھپاتے نہیں بلکہ اس کو کھل کر بیان کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ اپنے ملک کے مظلوم عوام ہو یا بیروفی ممالک کے احوال جہاں بھی کسی پر ظلم ہوتا ہے تو فقری انتہائی دلیری کے ساتھ اس کو قلم زد کرتے ہیں۔ ان کی بے باکی اور حق گوئی کی مثالیں ان اشعار میں ملاحظہ ہوں:

آج مخصوص مسلمانوں کو  
حیف مظلوم مسلمانوں کو  
ایسے چن چن کے مٹایا تم نے  
جشن لا شوں پہ منایا تم نے  
گرگ بے درد سے ایکارکے  
تم نے اموات سے ٹھیک کر کے<sup>(۱۹)</sup>

۱۱/۹ کے بعد خیر پختونخواہ کی فضاؤں اور ہواں نے جو مخصوص رنگ اوڑھے اس کی ترجیحی تو بہت سے شعرائے کی مگر جس خلوص تند ہی، بہادری، بے باکی، حقیقی اور مضبوط و تو انا آواز کی شکل میں فقری آر کے ہاں اس خطے کے مناظر اور کردار نظر آتے ہیں وہ انہیں کے کمال فکر و فن ہے۔ مثال کے طور پر:

ہم نے گل چین کو اگر پھول نہ مارے ہوتے  
اس نے بے دردی سے یوں سرناہ اتارے ہوتے  
ماں کے سینے پہ نہ انغیار اتارے ہوتے  
کاش فوجی جو ہمارے ہیں ہمارے ہوتے<sup>(۲۰)</sup>

فقری آر کی شاعری ہمارے معاشرے کی بگڑتی ہوئی تصویر پر ایک مکمل دستاویز ہے ایسا لگ رہا ہے کہ وہ کسی بیابان میں کھڑے اپنی بانہوں کو پھیلائے چیخ چیخ کروقت کے دگر گوں حالات پر نہ صرف نوحہ کنناں ہیں بہادری اور بے باکی سے مقابلہ بھی کرتے ہیں۔ کبھی وہ معاشرے میں ظلم و ستم کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہیں تو کبھی تہذیبی اقدار کے بے آبروئی پر خون کے آنسوں بہاتے ہیں۔ دکھ، درد، نالہ و فریاد، آنسوں اور سکیاں ان کی شاعری کے عنوان ہیں۔ وہ ظالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کہنے کے عادی ہیں۔ "تم نے اموات کا ٹھیکہ

کر کے "ان کے طویل نظموں میں سے ایک ہے۔ اس پورے نظم میں انھوں نے مظلوم مسلمانوں کی حالت زار بڑی بے باکی سے بیان کیا ہے۔ ان کے کلام میں بے باکی اور مسلمانوں کی مظلومیت کی مثال اس بند میں ملاحظہ ہو:

دل کو جب دل سے پچھڑتے دیکھا

میں نے ہر شخص اجڑتے دیکھا

حیف شاخوں سے نہ مل پائیں گے

پھول دوبارہ نہ مل پائیں گے

رستے ناسور دلوں کے ہر گز

موت سے بھی تو نہ سل پائیں گے<sup>(۲۱)</sup>

فقری نے ان تمام حرکات کا پردہ بڑی حق گوئی اور بے باکی سے چاک کیا ہے جو وطن فروشی کے ذیل میں آتے ہیں۔ سیاستدان ہوں یا ملک دشمن اور غدار فقری کی نظر وہ سے او جھل نہیں۔ ان پر فقری نے انتہائی بے باکی اور دلیری کے ساتھ تلقید کی ہے اور ان کے مکروہ چہروں کو اشکار کرنے کی کوشش کی ہے۔ فقیر اخان فقری کی شاعری میں حق گوئی و بے باکی روز روشن کی طرح عیا ہے۔ وہ حق بات کہنے کی بیانگ وہل کہنے کے عادی ہیں۔ انھوں نے تلخ حقائق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے دور کی ہر حقیقت کو بے دھڑک قلم کے حوالے کر کے انھیں تاریخ کا حصہ بنا دیا ہے۔ زندگی کے وہ تلخ حقائق جن کو دوسرا شعراء نے کبھی موضوع سخن بنانے کا سوچا نہیں ہے، فقری نے نہایت بے باکی کے ساتھ سر عام بیان کرنے کی سعی کی ہے۔ انھوں نے اس حوالے سے زندگی کے ایسے گوشے واکی ہیں جو ان کی بہادری، حق گوئی اور بے باکی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ وہ کسی بھی موضوع کو بے باکی اور بے خوفی سے قلم کے حوالے کرنے کے عادی ہیں۔ انھوں نے ملک کے حالات کے تنازع میں اپنے دفاعی اداروں پر طنز کرتے ہوئے بے باکی اور حق گوئی کی مثال قائم کی ہے۔

#### حوالہ جات

- ۱۔ غیور حسین سید، پروفیسر، ہر چیز حادثہ ہے، مشمولہ، کرگس زیست، پاک بک ایمپائر، لاہور، ۲۰۱۲ء ص ۲۲
- ۲۔ ڈاکٹر، فقیر اخان فقری سے مصاحبو، پشاور، ۱۵ جنوری ۲۰۱۱ء
- ۳۔ پروفیسر، طہور حسین، کرگس زیست، ص ۱۳

- ۱۔ پروفیسر، عبدالمنان، وقت کے گونجتے بیباں سے، ص ۲۷
- ۲۔ ڈاکٹر، سلمان علی سے مصاحبہ، پشاور یونیورسٹی: ۰۲ نومبر ۲۰۱۶ء
- ۳۔ ڈاکٹر، فقیر اخان، قلزم زیست، ص ۷۷
- ۴۔ ڈاکٹر، فقیر اخان فقری، کشتیاں ہم بھی جلاسکتے ہیں، ص ۱۰۹
- ۵۔ فقیر اخان فقری، ہم دہر کے مردہ خانے میں، ص ۱۱۳
- ۶۔ ڈاکٹر، فقیر اخان، قلزم زیست، ص ۷۷
- ۷۔ ڈاکٹر، فقیر اخان فقری، کشتیاں ہم بھی جلاسکتے ہیں، ص ۷۲
- ۸۔ ڈاکٹر، فقیر اخان فقری، کرگس زیست، ص ۵
- ۹۔ ایضاً
- ۱۰۔ ڈاکٹر، فقیر اخان فقری، کشتیاں ہم بھی جلاسکتے ہیں، ص ۶۵
- ۱۱۔ ڈاکٹر، فقیر اخان فقری، ۲۱۲ ص
- ۱۲۔ ایضاً، ص ۱۱۶
- ۱۳۔ ڈاکٹر، فقیر اخان فقری، کشتیاں ہم بھی جلاسکتے ہیں، ص ۹۸
- ۱۴۔ فرقہ گورکپوری، اندازے، فروع اردو، ص ۲۲۸
- ۱۵۔ ڈاکٹر مظفر عباس، مرد کوہستانی کا اشوب ذات، مشمولہ، ہم دہر کے مردہ خانے میں، ص ۹
- ۱۶۔ ایضاً، ص ۱۰۶
- ۱۷۔ ڈاکٹر فقیر اخان فقری، کشتیاں ہم بھی جلاسکتے ہیں، ص ۱۳۹
- ۱۸۔ ایضاً، ص ۱۳۱
- ۱۹۔ ڈاکٹر فقیر اخان فقری، کشتیاں ہم بھی جلاسکتے ہیں، ص ۱۳۹